146794- بیوی کو\"اسرحی\"لفظ بولنے سے طلاق ہوگی یا نہیں

سوال

میں نے ایک اسلامی ویب سائٹ پر لفظ "اسرحی" کے بارہ میں پڑھا کہ اگر خاوند بیوی کو یہ لفظ بولے تو اسے طلاق ہوجائیگی، میں نے چاہا کہ اپنے خاوند کو اس کے بارہ میں بتا دوں تا کہ وہ اس میں واقع نہ ہوجائے، خاص کر مصر میں ہمارے ہاں یہ کلمہ رائج ہے مثلا اسرحی عشان انام "جاؤ مجھے سونے دو.

چنانچہ میں نے خاوند سے کہا کہ: سچی بات ہے کہ میں نے پڑھا ہے کہ جب خاوند اپنی بیوی کو لفظ اسرحی کہے تو اسے طلاق ہوجاتی ہے.

میں نے کہا: میری بات سنو اور تردد مت کرو، لیکن اس کی زبان سے لفظ نکل گیا اور وہ انکار کے لہجہ میں کہنے لگا اسرحی جاؤ، اس نے قسم اٹھائی کہ لفظ کا مقصد نہ تھا بلکہ یہ تو بغیر قصد کے نکلا ہے، کیا اس سے طلاق ہوگئی ہے ؟

پسندیدہ جواب

اول :

لفظ "السراح "جمہور فقہاء کے ہاں طلاق کے صریح الفاظ میں شامل نہیں ہوتا، اس لیے اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو اسرحی کے الفاظ بولے تو اس سے طلاق کی نیت کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوگی.

شافعیہ اور بعض حنابلہ کہتے ہیں کہ: یہ طلاق کے صریح الفاظ میں شامل ہوتا ہے، اس لیے اگر خاوند نے بیوی سے "اسرحی "کہا تو طلاق واقع ہوجائیگی، اور خاوند کا قول نیت نہ کرنا قبول نہیں ہوگا، الا یہ کہ اگر اس پر کوئی قرینہ دلالت کرے کہ وہ اس سے طلاق مراد نہیں لے رہا تھا.

مثلا اگر وہ بیوی سے فصل والی جگہ میں جلدی جانے کا کہنے کے بعد "اسرحی "کہے.

اور شافعی حضرات میں سے ابن حجر مکی رحمہ اللہ کا فتوی ہے کہ:

"اسرحی "کنایہ کے الفاظ میں شامل ہوتا ہے، کیونکہ یہ سرح بغیر شد کے میں سے ہے، نہ کہ سرّح شد کے ساتھ.

اور الرملی نے نھایۃ المحتاج میں ذکر کیا ہے کہ:

"جب خاوند طلاق کے صریح الفاظ بولے تو پھر خاوند کی یہ بات قبول نہیں کی جائیگی کہ اس نے طلاق کا ارادہ نہیں کیا تھا، لیکن یہ کہ اگر اس پر کوئی قرینہ دلالت کرتا ہو، اور اس میں انہوں نے یہ ذکر کیا ہے کہ جب وہ بیوی کو کہے: کھیت جلد جانے کا حکم دینے کے بعد اسرحی کا لفظ بولے تو ظاہرا اس قبول کیا جائیگا "انتہی

دیکھیں: نھایۃ المحتاج (429/6).

اور مالکیہ یہ کہتے ہیں کہ: بغیر نیت کے ہی لفظ سراح سے طلاق واقع ہو جائیگی؛ کیونکہ ان کے ہاں بعض کے نزدیک یہ لفظ صریح میں شامل ہوتا ہے، یا پھر ظاہری طور پر لکھے جو نیت کا محتاج نہ ہو.

راجح جمہور کا مسلک ہے، اس لیے السراح یا سرحتک یا اسرحی کے الفاظ سے طلاق اسی صورت میں واقع ہوگی جب وہ طلاق کی نیت کریگا.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"قال (اور جب وہ کہے میں نے تجھے طلاق دی، یا میں نے تجھے علیحدہ کر دیا، یا میں نے تجھے چھوڑ دیا تو اسے طلاق لازم ہوگی)

یہ اس کا تقاضہ کرتا ہے کہ صریح طلاق کے تین الفاظ ہیں الطلاق، الفراق، اور السراح اور ان سے بنائے جانے والے دوسرے صیغے.

امام شافعی کا مسلک یہی ہے، اور ابو عبد اللہ بن حامد کا کہنا ہے کہ: طلاق کا صریح لفظ صرف ایک ہی ہے اور وہ طلاق اور اس سے بنائے جانے والے صیغے اس کے علاوہ کوئی اور لفظ صریح نہیں، امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کا مسلک یہی ہے.

لیکن امام مالک اس سے بغیر نیت کے بھی طلاق واقع ہونے کے قائل ہیں؛ کیونکہ ظاہری کنایات نیت کے محتاج نہیں ہوتے.

اس قول کی دلیل یہ ہے کہ فراق اور السراح کے الفاظ طلاق کے علاوہ بھی بہت زیادہ استعمال ہوتے ہیں، اس لیے باقی کنایہ کے الفاظ کی طرح یہ بھی طلاق میں صریح نہیں ہونگے.

پہلی وجہ یہ ہے کہ: کتاب اللہ میں یہ الفاظ خاوند اور بیوی کے مابین علیحدگی اور جدائی کے معنیٰ میں وارد ہوئے ہیں، تو یہ اس میں طلاق کے الفاظ کی طرح صریح ہوئے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

.{اچھے طریقہ سے روک لو، یا پھر اچھے طریقہ سے چھوڑ دو}.

اور اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

.{اور اگر وہ دونوں علیحدہ ہو جائیں تو اللہ تعالی ہر ایک کو اپنی وسعت میں سے غنی کر دیگا}.

اور اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

.{تو آئیں میں تمہیں مال و متاع دے کر اچھے طریقہ سے چھوڑ دیتا ہوں}.

ابن حامد کا قول زیادہ صحیح ہے؛ کیونکہ جس کے صریح ہونے میں نص ہو وہ دوسرا احتمال نہیں رکھتا، لیکن وہ احتمال بعید کا ہوگا.

اور الفراق اور السراح کے الفاظ قرآن مجید میں خاوند اور بیوی کے مابین علیحدگی اور تفریق کے معنیٰ میں استعمال ہوئے ہیں، اور اس کے علاوہ معنی میں بھی وارد ہوئے ہیں اور عرف میں یہ بہت زیادہ ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

.{اللہ کی رسی کو سب اکٹھے ہو کر مضبوطی سے تھام لو اور فرقہ میں مت پڑو}. انتہی

دیکھیں: المغنی (294/7).

اور اکثر لوگ اس لفظ کو طلاق کے معنی میں استعمال نہیں کرتے، اس لیے ان کے ہاں یہ لفظ طلاق کے صریح الفاظ میں شامل نہیں ہوگا.

حاصل یہ ہوا کہ: اس لفظ سے آپ کو طلاق واقع نہیں ہوئی جب تک کہ خاوند ان الفاظ سے طلاق کا ارادہ نہ رکھتا ہو.

واللہ اعلم.